سلسلۂ اشاعت 188

شہید کربلاؑ کے خاندانی خصوصیات

اور فداکارانہ روایات

مصنف

آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء سید علی نقی نقوی طاب ثراہ

ناشر

ڈیجیٹل لائبریری آف نور ہدایت فاؤنڈیشن

امام باڑہ غفران مآبؒ، مولانا کلب حسین روڈ، چوک، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۳ (یوپی) انڈیا



سید المفسرین صدر المحققین سید العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی نقی نقویؒ

ابن ممتاز العلماء آیۃ اللہ سید ابوالحسن نقویؒ

ولادت ۲۶ رجب ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء

وفات یکم شوال ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۹۸۸ء

نام کتاب : شہید کربلاؑ کے خاندانی خصوصیات اور فدا کارانہ روایات

مصنف : آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی طاب ثراہ

تاریخ وسنہ اشاعت (آنلائن) ۷/ جنوری ۲۰۲۰ء

ناشر : ڈیجیٹل لائبریری آف نور ہدایت فاؤنڈیشن

مدیر : سید مصطفیٰ حسین نقوی اسیفؔ جائسی

نائبین مدیر: بنت زہرا نقوی ندیؔ الہندی

سید قائم مہدی نقوی تذہیبؔ نگروری

فیروز علی کوپا گنج مئو (تزئین کار)

عظمت علی مبارکپوری

امام باڑہ غفران مآبؒ، مولانا کلب حسین روڈ،

چوک، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۳ (یوپی) انڈیا

عرض نور

علم وادب کی دنیا میں 'ماہنامہ' کی اپنی ابلاغی اہمیت ہوتی ہے۔ یہ 'جلد بازی کے ادب' صحافت میں ایک حد تک استقامت کا رنگ بھر کر اسے علمی وادبی متانت کا قابل توجہ بنا دیتا ہے اور 'کتابی' انداز کی پذیرائی اور یادگاری کے قریب تر کر دیتا ہے۔ کچھ یہی وجہ ہے کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں علمی وسائنسی تحقیقی مجلوں میں ماہنامہ کا غلبہ قائم ہے۔ ایسے مجلّے عموماً اختصاصی ہو گئے ہیں اور اپنے معیار ومقدار کے لحاظ سے بڑے معتبر وموقر ہو چکے ہیں۔

دینی وملی ماہنامہ جو بنیادی طور پر اختصاصی ہوتے ہیں، ان کی بھی اپنی روایت رہی ہے اور اپنا خاص مقام۔ اردو زبان میں برصغیر ہند میں ایسے ماہناموں کی تاریخ قدیم بھی ہے اور درخشاں بھی۔

ماہنامہ 'شعاع عمل' ایسے ماہناموں کی صف میں شامل ہونے والا نسبتاً تازہ اضافہ ہے۔ پھر بھی یہ اپنی اشاعت کی 'صدی' برسوں پہلے مکمل کر چکا ہے اور 'دوسرے عشرہ' کی تکمیل کی طرف اپنے استقلال کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ اس 'کم عمری' میں اپنے نمود اور بلوغ نظر کے جھنڈے گاڑ چکا ہے۔ ساتھ ہی کئی جہات سے اپنے امتیازات اور خصوصیات ثبت کر چکا ہے۔ 'شعاع عمل' میں ابتدا سے معیاری علمی وتحقیقی مشمولات کے ساتھ 'یادگاری' کا عنصر نمایاں رہا ہے۔ علم وقلم کی نوابغ روزگار ہستیوں کی یادگار زمانہ مضامین کے ساتھ اس کا ہر شمارہ یادگار اور قابل قدر رہا اور مقبول عوام وخواص بھی۔ اسی یادگاری کے عنصر کے پیش نظر اس کے مطبوعہ ومطبوع عام معیاری مضامین کو ایک ایک کر کے سرِدست نور ہدایت فاؤنڈیشن کی آن لائن ڈیجیٹل لائبریری سے سالکانِ راہ تحقیق کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔

زیرِ نظر پیش کش بھی مذکورۂ بالا سلسلہ کی ۱۸۷ ویں کڑی ہے جس کا موضوع شہید کربلاؑ کے خاندانی خصوصیات اور فدا کارانہ روایات ہے۔ اور جس کے مصنف آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی طاب ثراہ ہیں۔

امید ہے، ہمارے اہل ذوق و نظر قارئین کرام ہماری اس پیش کش کو بھی شرف قبولیت اور ہمیں اپنے مفید آرا سے سے نوازیں گے۔

سید مصطفیٰ حسین نقوی اسیفؔ جائسی
دبیر مؤسسۂ نور ہدایت، لکھنؤ

❁❁❁

شہید کربلاؑ کے خاندانی خصوصیات اور فدا کارانہ روایات

آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء سید علی نقی نقوی طاب ثراہ

یہ مقالہ سب سے پہلے ماہنامہ 'الواعظ' لکھنؤ محرم نمبر ۱۹۴۱ء میں شائع ہوا تھا، اس کے بعد 'پیام اسلام' لکھنؤ محرم نمبر ۱۹۵۷ء میں، پھر امامیہ مشن لکھنؤ کے سلسلہ نمبر ۳۷۴ کے عنوان سے علیحدہ رسالہ کی صورت میں (محرم ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء) اشاعت پذیر ہوا۔

یہ سلسلہ شروع ہوتا ہے حضرت ابراہیم خلیلؑ سے۔ یہ بین الاقوامی حیثیت رکھتے ہیں یعنی یہود و نصاریٰ اور مسلمان سب ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے حضرت سید الشہداؑ کے نسبی خصوصیات کو آپ کے تعارف کے لئے یہیں سے شروع کرنا مناسب ہے اور پھر واقعات قربانی کا سلسلہ بھی یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت ابراہیمؑ کی ذات کو اسلام کا مورث اعلیٰ بھی سمجھنا چاہیئے کیونکہ آپ ہی نے اس جماعت کا جو راہِ حق میں ان کے پیچھے آئی سب سے پہلے 'مسلم' نام رکھا۔ قرآن مجید میں اس کی تصریح موجود ہی ہے:

"هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ"

اوران کی دعا بھی بارگاہِ الٰہی میں مذکور ہے:

"رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ"۔

حضرت ابراہیمؑ کے دو بیٹے تھے اسحاقؑ اور اسمٰعیلؑ۔ اسحاقؑ یہ سلسلۂ انبیائے بنی اسرائیل کے مورث اعلیٰ ہیں اور اسمٰعیلؑ ہمارے رسول محمد مصطفیٰؐ کے دادا ہیں۔ یہیں سے ہمارے رسولؐ کا خاندان شرافت دوسرے سلسلہ سے الگ ہوا۔ آپ کو معلوم ہے کہ کچھ خاص داخلی اسباب کے ماتحت حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کو شیر خوارگی کے عالم میں ان کی ماں ہاجرہ کے ساتھ مکہ کی سرزمین پر پہنچا دیا۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں خانۂ کعبہ ہے۔ اس خانۂ کعبہ کی تعمیر ان ہی باپ بیٹے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے کی۔

خانۂ کعبہ بن کر تیار ہوا اور تمام اطراف ملک کے لوگوں کا نقطۂ اجتماع بن گیا۔ یہاں مرکزیت شروع ہوئی آل ابراہیمؑ ہی خانۂ کعبہ کے بانی، یہی خانۂ کعبہ کے محافظ، اور کعبہ کیا؟ تمام قبائل عرب کا مرکز۔

قدرت نے ان باپ بیٹے کا امتحان لینا چاہا۔ باپ مامور ہوگیا کہ بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔ یہی وہ ہے جس کی یادگار عید قرباں میں آج تک قائم کی جاتی ہے۔

گویا اس سلسلۂ شرافت کا آغاز ہی نفس کی قربانی سے ہوا، آگے بڑھئے، سلسلہ پہنچا نضر بن کنانہ تک، ان کی اولاد قریش کہلائی۔ جس طرح تمام دنیا میں آل ابراہیمؑ کو خاص امتیازات حاصل ہوئے۔ آل ابراہیمؑ میں اولاد اسمٰعیلؑ خاص خصوصیات کی حامل ہوئی۔ اب اولاد اسمٰعیلؑ میں قبیلۂ قریش کو امتیازی خصوصیات حاصل ہوئے۔ خانۂ کعبہ کی ذمہ داری اس کی حفاظت سقایت اور تولیت سب قریش سے مخصوص تھیں، تمام عرب ان کی عزت کرتے تھے۔

قریش میں ہاشم پیدا ہوئے جو تمام خصوصیات کے حامل بنے۔ یہاں سے بنی امیہ کی شاخ الگ تھی۔ان کے مورث اعلیٰ نے ہاشم سے منازعت کی مگر شکست کھائی۔نتیجہ یہ ہوا کہ خانۂ کعبہ کے حقوق تولیت، سقایت اور تمام انتظامات ہاشم کے پاس رہے اور بنی امیہ اس سے محروم ہو گئے۔اس طرح آل ہاشم کا امتیاز آل امیہ کے مقابلہ میں تسلیم ہو گیا۔

ہاشم کے فرزند عبدالمطلب بڑی بلند شخصیت رکھتے تھے۔''سید البطحا''ان کا خطاب ہوا اور یہی لقب ہے جو ان کی اولاد میں رہ گیا جس سے آج تک آل رسولؐ سادات کہلاتے ہیں۔ان کا اعتماد توکل اور خدا پر بھروسہ اس وقت پورے طور پر ظاہر ہوا جب ابرہہ نے یمن سے آ کر کعبہ پر حملہ کیا۔

یہ اصحاب فیل کا مشہور واقعہ ہے۔اس وقت عبدالمطلب بارگاہِ الٰہی میں دست دعا بلند کئے ہوئے تھے۔نتیجہ معلوم ہے کہ خدائی لشکر نے اصحابِ فیل کو برباد کر دیا۔یہ تھے عبدالمطلب جو محافظ حرم بھی تھے اور حافظ حرم بھی ثابت ہوئے۔عبدالمطلب کے کئی بیٹے تھے جن میں سے دو عبداللہ اور ابوطالب تھے، عبداللہ نے اسمٰعیل کا درجہ حاصل کر کے ذبیح کا لقب لیا یعنی ان کو بھی عبدالمطلب نے رضائے الٰہی کے لئے قربانی کے محل پر پیش کیا تھا اور وہ بھی فدیہ پا کر ذبح سے محفوظ ہوئے مگر ان کا انتقال باپ کے سامنے ہو گیا، اس لئے عبدالمطلب کے تمام امتیازات ابوطالب کو حاصل ہوئے۔ابوطالب شیخ البطحا اور سردار قریش مشہور ہوئے۔

دیکھئے وہ خصوصیات جو بکھرے ہوئے تھے کس طرح سمٹے آتے ہیں ایک نقطہ پر۔ ابوطالبؑ حامل ہوئے تمام مواریث انبیاء تمام امانتوں کے جو ابراہیمؑ کی چھوڑی ہوئی تھیں جو اسمٰعیلؑ کی متروکہ تھیں، اور سب سے بڑی امانت وہ رسولؐ کی ذات تھی اور اس طرح جتنی امانتیں رسولؐ کی ذات سے متعلق سمجھی جا سکتی ہیں ان سب کی حفاظت قدرت کی جانب سے

ابوطالبؑ کے متعلق ہوئیں۔ تاریخیں بتلاتی ہیں کہ ابوطالبؑ نے کس شان سے امانت داری کے فرض کو انجام دیا۔

اب آپ دیکھیں کہ یہ زمین شرف کس آسمان پر پہنچتی ہے آل ابراہیمؑ، آل اسمٰعیلؑ، نسل قریش، آل ہاشم کی جتنی عزتیں تھیں وہ ایک مرکز پر طواف کر رہی ہیں۔ ابوطالبؑ نے حضرت محمد مصطفیٰؐ کی پرورش میں جان کو جان نہ سمجھا۔ انھوں نے اپنی اولاد کو رسولؐ پر جاں نثاری کی مشق کرائی۔

اس وقت جب یہ لوگ شعب ابوطالبؑ میں محصور تھے تو اس خیال سے کہ کہیں دشمن شب کو اچانک حملہ کر کے حضرت محمد مصطفیٰؐ کو قتل نہ کر دے، ابوطالبؑ آپ کو ایک بستر پر رہنے نہ دیتے تھے بلکہ اپنی اولاد کو باری باری آپ کے بستر پر لٹاتے تھے اور آپ کو ان کے بستر پر منتقل کر دیتے تھے۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ محمدؐ کے بدلے جو بھی میرا فرزند قتل ہو جائے، کوئی پرواہ نہیں، مگر رسولؐ کی جان بچ جائے۔ اس ذوق قربانی کو بھی یاد رکھئے گا۔ یہ بھی کس کی خاطر ہے؟ چاہے کہئے محمدؐ کی خاطر اور چاہے کہئے اسلام کی خاطر۔

ابوطالبؑ کی آغوش میں حضرت محمد مصطفیٰؐ کی جب تربیت ہو رہی تھی، ابھی آپ کی عمر نوجوانی ہی کی منزل میں تھی کہ آپ کی سچائی اور امانت داری کو تمام عربوں نے تسلیم کر لیا اور آپ کو صادق اور امین کا لقب دیا۔ یہاں تک کہ اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھوانا شروع کیں۔ اس کے علاوہ اہم معاملات میں آپ کے تصفیہ کو قابل قبول سمجھا۔ خانۂ کعبہ کی مرمت کے موقع پر حجر اسود کے رکھے جانے کا قصہ مشہور ہے۔

محمد مصطفیٰؐ کی عمر ۳۰ برس کی تھی، اس وقت ابوطالبؑ کے یہاں وہ فرزند پیدا ہوا جس کا

نام تھا علیؑ۔ ابھی علیؑ چار پانچ برس کے ہوں گے کہ مکہ میں قحط پڑا اور ابوطالبؑ اقتصادی تکالیف میں مبتلا ہو گئے آپ کے بار کو کم کرنے کے لئے محمد مصطفیٰؐ نے علیؑ کی پرورش اپنے متعلق کر لی۔ اب علیؑ محمدؐ کے آغوش تربیت میں تھے۔ وہ دس برس کے تھے جب حضرت محمد مصطفیٰؐ اس پیغام کے پہنچانے پر مامور ہوئے جس کا نام ہے اسلام۔ یہ پوچھنا صورت واقعہ کے لحاظ سے اصولِ فطرت کے خلاف ہے، کہ علیؑ نے اس پیغام کو کب قبول کیا؟ وہ تو رسولؐ کے ہر وقت ساتھ تھے اور آپ ہی کی تربیت میں تھے، اس لئے ہر ہر وقت جو رسولؐ کا راستہ تھا وہ علیؑ کا تھا۔

عمر کے لحاظ سے ابھی علیؑ بچہ ہی تھے اور تربیت سے بے نیاز نہیں تھے، اس لئے مجھے کہنے دیجئے کہ اب رسولؐ کی آغوش میں دو چیزیں پرورش پا رہی تھیں، ایک اسلام اور دوسرے علیؑ۔ علیؑ اور اسلام میں وہی وابستگی تھی جو ایک آغوش میں رہنے والے دو بچّوں میں آپس میں ہوتی ہے۔

رسولؐ کو اپنے پیغام کی اشاعت میں بڑی تکلیفیں دی گئیں۔ کوڑا کرکٹ سر پر پھینکا گیا۔ پتھروں سے جسم مجروح کیا گیا، اس سب کو آپ نے گوارا کیا، کاہے کے لئے اسلام کی خاطر۔ آخر میں سب آپ کے قتل پر آمادہ ہو گئے اور ایکا ہو گیا کہ رات کے وقت آپ کو قتل کر ڈالیں گے۔

رسولؐ نے طے کر لیا کہ وہ اپنے مقاصد کی حفاظت کے لئے مکہ معظمہ کی سرزمین کو چھوڑ دیں اور مخفی طور سے رات کے وقت نکل کر مدینہ چلے جائیں، اسی کا نام ہے ہجرت۔

اس موقع پر آپ نے اپنے چچازاد بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ کو مقرر کیا کہ وہ آپ کے بستر پر آپ کی چادر اوڑھ کر سو رہیں۔ علیؑ بستر رسولؐ پر سو رہے۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ کھنچی ہوئی تلواریں دشمنوں کی ارد گرد موجود تھیں۔ سب قتل ہی کے ارادہ سے آئے تھے۔ یہ تو

اتفاق کی بات ہے اور قدرت کا انتظام ہے کہ علیؑ کی جان بچ گئی ورنہ سامان قتل کا مکمل تھا، اور علیؑ اپنی جان دے چکے تھے یہ کس کی خاطر ہوا؟ صرف اسلام کی خاطر۔

رسولؐ کی ایک بیٹی تھیں فاطمہ زہراؑ جنہیں آپ بہت عزیز رکھتے تھے۔ ہجرت کے دوسرے سال آپ نے اپنی اس بیٹی کا عقد علیؑ بن ابی طالبؑ کے ساتھ کر دیا۔

اب آپ جانتے ہیں فاطمہؑ کون ہیں؟ دختر داعی اسلامؐ، دختر پیغمبر اسلامؐ۔ اور علیؑ کون ہیں؟ محافظ اسلام، مجاہد اسلام بلکہ فدیہ اسلام۔ ان ہی دونوں علیؑ اور فاطمہؑ کے فرزند تھے حسینؑ۔ اب کیا حسینؑ بھلا سکتے تھے اپنے خاندانی خصوصیات اور قدیم روایات کو؟

حسینؑ نے دیکھا نہیں مگر کانوں سے تو سنتے رہے، کہ ہمارے مورث اعلیٰ ابراہیمؑ خدا کی رضا کے لئے بیٹے کے ذبح پر تیار ہو گئے، ہمارے پر دادا عبدالمطلبؑ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو قربانگاہ عبودیت میں پیش کیا۔ حسینؑ نے سنا کہ پیغمبر اسلام کے سینہ سپر رہے میرے دادا ابوطالبؑ، پھر اسی اسلام کے لئے پتھر کھائے میرے نانا رسولؐ اللہ نے۔ حسینؑ نے سنا کہ جب اسلام کی حفاظت کا مسئلہ پیش تھا تو تلواروں کے حصار میں بستر پر کون لیٹا تھا؟

میرے باپ علیؑ بن ابی طالبؑ، پھر ہر سخت موقع پر اسلام کے لئے جہاد کس نے کیا؟ علیؑ بن ابی طالبؑ نے کیا۔ ان تمام واقعات اور قدیم روایات کے ہوتے ہوئے حسینؑ یہ نہ سوچتے کہ اب اسلام پر وقت پڑا ہے تو مجھے کیا کرنا چاہیئے؟

بچّے جب اپنے بزرگوں کے حالات سنتے ہیں، تو ان میں بچپن ہی سے ولولہ پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم بھی ایسا ہی کر کے دکھائیں۔ حسینؑ بچپن سے ولولہ رکھتے تھے۔ منتظر تھے اور مشتاق تھے کہ اسلام کی خدمت کا کوئی موقع آئے تو میں بھی اسے کر کے دکھاؤں۔ آیا وقت اور ۶۱ھ میں حسینؑ کو اس اسلام کی خاطر وہ سب کچھ نذر کر دینا پڑا، جو ان کے پاس سرمایہ تھا۔

انہوں نے اتنی بڑی قربانی پیش کر دی جس کی نظیر نہ اس کے پہلے نظر آتی ہے، نہ اس کے بعد۔ آج جبکہ اس واقعہ کو تیرہ سو سال پورے ہو رہے ہیں وہ اسی طرح ندرت اور عظمت رکھتا ہے جس طرح اپنے وقوع کے موقع پر رکھتا تھا اور اس لئے آج تک دنیا اسے یاد رکھتی ہے اور اس وقت تیار ہو رہی ہے کہ اس کی سیزدہ صد سالہ یادگار بڑے وسیع پیمانہ پر قائم کی جائے۔

آج جبکہ اسلام کو بڑی ضرورت قربانی کی ہے، اس یادگار کا قائم کرنا مسلمانون کے لئے حیات بخش ہے۔ دیکھنا ہے مسلمان اپنے اس فرض کو کس طرح انجام دیتے ہیں۔

SHAHEED E KARBALA KE KHANDAANI KHUSUSIYAAT AUR FIDA KARAANA RIWAYAAT

BY

AYATULLAHIL UZMA SAYYIDUL ULAMAA
MAUALANA SAYYID ALI NAQI NAQAVI TABA SARAH

PUBLISHER
DIGITAL LIBRARY OF NOOR-E-HIDAYAT FOUNDATION
IMAM BARA GHUFRAAN MA'AB, MAULANA KALBE HUSAIN ROAD, CHOWK,
LUCKNOW,226003(UP)INDIA
PHONE-0522-2252230,08736009814
EMAIL:noorehidayat@gmail.com
WEBSITE:www.noorehidayatfoundation.org